جناب خالد سیف

قسط دوم

شہادۃ المحدود فی القذف

مانعین کے دلائل

مانعین نے دلیل میں حضرت عائشہ کی یہ روایت پیش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا مجلود حدا ولا مجلودة [۱]

خائن اور مجلود مرد اور عورت کی شہادت جائز نہیں۔

لیکن اس روایت کو بیان فرمانے کے بعد حضرت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:۔

هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث يزيد بن زياد الدمشقي ويزيد يضعف في الحديث [۲]

یہ حدیث غریب ہے اور صرف یزید بن زیاد دمشقی کے واسطے سے مروی ہے اور یزید حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے

یزید کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

يزيد بن زياد او ابن ابي زياد القرشي الدمشقي متروك من السابعة [۳]

یزید بن زیاد یا ابن ابی زیاد قرشی دمشقی متروک ہے اور ساتویں طبقہ میں شمار ہے

امام نسائیؒ بھی اسے "متروک الحدیث" اور امام بخاریؒ "منکر الحدیث" قرار دیتے ہیں۔[۴] لہذا یہ روایت باعتبار ضعف سند اس قابل نہ رہی کہ اسے بطور دلیل پیش کیا جاسکے۔

[illegible] ۲۱ ... ۳ ... ۲ ... [illegible]

مانعین کی دوسری دلیل عمرو بن شعیبؒ عن ابیہ عن جدہٖ سند سے مروی یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تجوز شہادۃ خائن ولا خائنۃ ولا محدود فی الاسلام و لا ذی غمر علی اخیہ

خائن مرد و عورت، محدود اور اپنے بھائی کے متعلق کینہ توز کی شہادت اسلام میں جائز نہیں ہے۔

لیکن اس حدیث کی سند میں "حجاج بن ارطاۃ" ہے جس کے متعلق امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

لیس بالقوی و ھو صدوق یدلس ـــــــــــــ

قوی نہیں ہے اگرچہ صدوق ہے نیز تدلیس کرتے ہیں۔

امام نسائی نے بھی انہیں "لیس بالقوی" اور امام دارقطنی نے "لا یحتج بہٖ" قرار دیا ہے لہذا یہ روایت بھی ناقابلِ احتجاج ہوئی۔ حنفیہ کا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

مانعین کی تیسری دلیل سورۂ نور کی مذکورہ آیت وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الآیۃ ہے۔ وہ اس طرح کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یہ استثناء اقرب یعنی صرف فسق کی طرف راجع ہے لہذا ردِّ شہادت کا حکم بدستور باقی رہے گا۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ استثناء اقامتِ حد کے علاوہ جمیع ما تقدم کی طرف راجع ہے۔ اس آیت کی استثناء میں نظیر درج ذیل آیتیں ہیں:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○[1]

---

[1] سورہ مائدہ: ۳۳-۳۴

اُن کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں کہ انہیں قتل کیا جائے یا وہ سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ جلا وطن کر دیے جائیں۔ یہ ذلت ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے مگر جنہوں نے تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کر لی تو جان لو کہ اللہ غفور رحیم ہے ——————

کیا یہاں بھی استثناء اقرب کی طرف راجع ہے ؟ یا جمیع ماتقدم کی طرف۔ اگر یہاں جمیع کی طرف ہے تو وہاں کیوں نہیں ؟ اور علامہ ابن قدامہ المتوفی ۶۲۰ھ نے تو ایک اصولی بات بیان فرمادی ہے کہ :-

الا ستثناء من النفی اثبات فیکون تقدیرہ الا الذین تابوا فاقبلوا شہادتہم ولیسوا فاسقین [1]

کہ نفی سے استثناء اثبات ہوتا ہے تو گویا مقدر عبارت یوں ہوئی کہ جو لوگ تائب ہو جائیں ان کی شہادت کو مقبول سمجھو اور وہ فاسق بھی نہیں ہیں۔

اور ان باتوں سے مستزاد یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے :-

و من اتی منکم حدا فاقیم علیہ فھو کفارتہ [2]

بات کس قدر واضح ہے کہ جب قاذف کی حد ہی اس کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی شہادت کو مقبول نہ سمجھا جائے ۔

اس آیت کی ایک اور نظیر ملاحظہ فرمائیے :-

اُولٰٓئِكَ جَزَآءُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا

---

[1] المغنی ص۷۵ ج ۱۲ [2] صحیح مسلم ص ۷۱ جلد ۲

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○[1]

ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ وہ مہلت دیے جائیں گے مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور نیکی کی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کو استثناء سے قبل کے امور ثلاثہ لعنت، عدم تخفیفِ عذاب اور عدمِ مہلت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جیساکہ آیۂ سورۂ نور میں مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ کیا یہاں بھی احکام ثلاثہ میں سے کوئی حکم ہے جو توبہ کے بعد بدستور باقی رہتا ہو۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کو مژدۂ جانفزا سنا دیا ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ[2]

اور وہ وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے

ایک غلط فہمی

بعض اہل علم کو یہاں غلط فہمی ہوئی ہے کہ اگر استثناء اقرب تک ہی محدود نہیں تو پھر شہادت کے بعد پہلے حکم "کوڑے مارو" کو کیوں شامل نہیں؟

ازالہ

تو اس کا جواب یہ ہے کہ توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ جب سارق اور قاذف وغیرہ کے خلاف شہادات مل جائیں تو ان پر حد ضرور نافذ ہوگی۔ خواہ وہ توبہ ہی کر لیں۔ البتہ امام شعبی فرماتے ہیں کہ "توبہ سے حدِ قذف ساقط ہو جاتی ہے" لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں، جیساکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں:

وجمھور العلماء علی انہ لا یسقط بالتوبۃ[3]

---

[1] آل عمران ۸۷-۸۹ [2] شوریٰ ۲۵ [3] تفسیر مظہری ص ۴۳۵ جلد ۶

اور علامہ بیضاوی تو فرماتے ہیں :۔

ان من تمام التوبة الاستسلام للحد او الاستحلال من المقذوف[1]

یعنی توبہ مکمل ہی اس وقت ہو گی جب حد کو چھو لے یا مقذوف سے معاف کرالے

مانعین کی طرف سے چوتھی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت پر تہمت لگائی تو انصار کہنے لگے :۔

الآن یضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هلال بن امية ويبطل شهادته فی المسلمین[2]

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلال بن امیہ کو سزا دیں گے اور مسلمانوں میں ان کی شہادت کو باطل قرار دے دیں گے۔

لیکن اس کے متعلق حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ خبر صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں عباد بن منصور منفرد ہے اور اس کے متعلق امام یحییٰ قطان فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ قوی نہ تھا اور امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ولیس بذلك"

اور اس کے بعد حافظ ابن حزمؒ مزید فرماتے ہیں :۔

وایضاً فلیس من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا حجة الا فی کلامه علیه الصلوٰة والسلام[3]

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں اور دلیل تو صرف آپؐ کا فرمان ہی ہے یعنی کلام اللہ کے بعد۔

کیا حدِ قذف حقوق اللہ میں سے ہے؟

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ کیا جرم قذف قابلِ دست اندازی سرکار (cognizable offence) ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں، کہ یہ

---

[1] تفسیر مظہری ص ۴۵۳ جلد ۶ [2] ایضاً ص ۴۴۰ [3] المحلی ص ۴۳۲ جلد ۹

حقوق اللہ میں سے ہے۔ اس لیے بہرحال قاذف پر حد جاری ہوگی خواہ مقذوف کا مطالبہ ہو یا نہ ہو۔ البتہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ اس لیے حقوق اللہ میں سے ہے کہ جرم ثابت ہونے پر حد کا نافذ کرنا ضروری اور واجب ہوجاتا ہے اور اس پر مقدمہ چلانا۔ چونکہ مقذوف کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ حقوق العباد میں شمار ہوگا۔ اسی طرح بعض متاخرین کا بھی خیال ہے کہ اس میں دونوں حقوق کا ہی شائبہ ہے جیساکہ حافظ ابن قیمؒ نے بیان فرمایا ہے[۱]۔ امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر اسے حقوق اللہ میں سے تسلیم کیا جائے تو یہ جرم قابلِ راضی نامہ (compoundable offence) نہ ہوگا بلکہ مقدمہ کے عدالت میں آنے پر امام پر واجب ہوجائے گا کہ جرم کے ثابت ہونے پر وہ حد کا نفاذ کرے اگرچہ مقذوف حد کا تقاضا نہ بھی کرے اور قاذف کی توبہ بھی اس کے لیے نفع بخش ہوگی اور قاذف اگر غلام ہو تو اس پر نصف حد ہوگی اور اگر اسے حقوق العباد سے شمار کیا جائے تو امام حد کا نفاذ صرف مقذوف کے مطالبہ پر ہی کر سکتا ہے اور اگر مقذوف معاف کر دے تو حد ساقط ہوجائے گی اور اس صورت میں توبہ بھی سودمند نہیں ہو سکتی جب تک مقذوف معاف نہ کر دے[۲]۔

توبہ کے بعد شہادت

اس مسئلہ میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ توبہ کے بعد محدود کی شہادت کن امور میں تسلیم اور کن میں ناقابلِ تسلیم ہوگی؟

امام مالکؒ نے ہر بات میں مطلقاً اس کی شہادت کو مقبول قرار دیا ہے اور آپ کے نزدیک ہر طرح کے محدود کا یہی حکم ہے۔ آپ کے اس قول کو نافعؒ اور ابن عبدالحکمؒ نے ذکر کیا ہے اور ابن کنانہ کا بھی یہی قول ہے لیکن ذکریا ابن یحییٰ فقیہؒ مصری نے امام مالک سے یوں نقل کیا ہے کہ "جس فعل کی وجہ سے اسے حد لگائی گئی ہو اس میں خصوصاً اس کی شہادت مقبول نہیں اور باقی جمیع امور میں مقبول ہے۔" مطرف اور ابن الماجشون کا بھی یہی قول ہے۔ عتبیؒ نے

اصبغ اور سحنونؒ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ چنانچہ سحنون فرماتے ہیں:۔

من حد فی شیء من الاشیاء فلا تجوز شهادته فی مثل ما حد فیه[1]

صورت توبہ

امام احمد اور خرقی فرماتے ہیں کہ:۔

قاذف کی توبہ کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی خود ہی تکذیب کرے اور یہ کہے:۔

کذبت فیما قلت (میں نے جھوٹی بات کہی)

امام شافعیؒ سے بھی یہی صورت منقول ہے۔ آپ کے اصحاب میں سے اصطخریؒ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"سعید بن مسیبؒ، عطاءؒ، طاؤسؒ، شعبی، اسحاقؒ، ابو عبیدؒ اور ابو ثورؒ نے بھی یہی فرمایا ہے۔"

دلیل یہ ہے کہ امام زہریؒ نے سعید بن المسیب عن عمرؓ سند سے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کے متعلق فرمایا: "توبته اکذاب نفسه"[2]

حصین فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے مدینہ طیبہ میں ایک محدود فی القذف کو دیکھا کہ جب اس پر حد لگ چکی تو اس نے اپنے کپڑوں کو سمیٹا اور یہ کہنا شروع کر دیا، استغفر اللہ و اتوب الیه من قذف المحصنات۔ بعد میں جب ابوالزنادؒ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان کے پاس اس کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے:۔

ان الامر عندنا ههنا انه قال ذلك حین یفرغ من ضربه[3]

کہ ہمارے ہاں یہی رواج ہے کہ سزا سے فارغ ہونے کے بعد یوں کہے۔"

امام ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ:۔

---

[1] تفسیر قرطبی ص ۱۸۰ جلد ۱۲ [2] المغنی ص ۷۷ جلد ۱۲ [3] تفسیر قرطبی ص ۸۰ ج ۱۸

"توبہ کی صورت یہ ہے کہ محدود اعلانیہ طور پر اقرار و اعتراف کرے کہ اس نے بہتان تراشی کی ہے اور پھر خالص توبہ کرے"

بعض نے یہ کہا ہے کہ:-

"صورتِ توبہ یہ ہے کہ وہ اصلاحِ احوال کرے، ندامت کا اظہار کرے، اور استغفار کرے"

لیکن استغفار والے قول کو حافظ ابن قیمؒ نے ضعیف قرار دیا ہے [1]

حضرت عمر فاروقؓ کا مذہب بھی یہی ہے کہ قاذف کی توبہ کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی تکذیب کرے جیسا کہ انہوں نے حضرت مغیرہؓ کے خلاف شہادت دینے والوں سے فرمایا تھا [2]

خلاصۂ کلام

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ محدود فی القذف کی توبہ کے بعد شہادت مقبول ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے جو کہ صحیح اور دلائل و براہین کے اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات کے مطالعہ سے واضح ہو گیا ہے۔ چنانچہ محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

قول من قال ان المجلود تقبل شهادته بعد التوبة هو القول الراجح المنصور [3]

یعنی مجلود کی شہادت کو مقبول قرار دینے والے کا قول راجح ہے اور منصور جس کی دلائل پشت پناہی کرتے ہیں۔

اور امام ابو عبیدؒ نے اس مسلک کی صحت پر یوں مہرِ تصدیق ثبت فرمائی ہے:-

وهذا عندي هو القول المعمول به لان من قال به اكثر وهو اصح في النظر [4]

یعنی میرے نزدیک یہی قول معمول بہ ہے کیونکہ یہ اکثر اہلِ علم کا قول ہے اور

---

[1] مدارج السالکین ص ۳۶۴ ج ۱ [2] تفسیر قرطبی ص ۱۷۹ جلد ۱۲ [3] تحفۃ الاحوذی ص ۲۵۴ ج ۳ [4] اعلام الموقعین ص ۴۵ جلد ۱